فقہی مذاہب کی تاریخ اور ان کے عالم وجود میں آنے کے اسباب

تحریر: مشہور مؤرخ مولانا محمد اسحاق بھٹی لاہور

اسلام کے دورِ آغاز میں اسلام کا دائرہ فقط حدودِ عرب تک محدود تھا اور عربوں کی معاشرت سادہ تھی۔ ان کی ضروریات کا دامن سمٹا ہوا تھا اور مسائل و وسائل کے دائرے محدود تھے۔ لہٰذا تقاضائے مصلحت یہی تھا کہ لوگوں کو ضروریاتِ زندگی کی حد تک اصولی اور بنیادی امور سے مطلع کر دیا جائے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ ان اساسی اور بنیادی اصولوں میں اتنی لچک اور وسعت بہر حال ملحوظ رکھی جائے کہ عند النوازل اور بہ وقتِ ضرورت ان سے مسائل کا استنباط کیا جا سکے۔ زیادہ واضح الفاظ میں کہنا چاہیے کہ اسلام کے عہدِ ابتدا میں مأخذ مسائل شرعیہ صرف دو تھے۔

(۱) کتاب اللہ اور (۲) سنت رسول اللہ ﷺ

سوال سے صحابہؓ کا اجتناب: کوئی مسئلہ پوچھنے سے صحابہ کرامؓ بہت اجتناب کرتے تھے۔ نبی ﷺ کا عہدِ نبوت تیئس سال پر مشتمل تھا۔ تیرا سال آپ ﷺ مکہ مکرمہ میں پیغمبر کی حیثیت سے تشریف فرما رہے، جسے مکی زندگی کہا جاتا ہے اور دس برس کا زمانہ مدینہ منورہ میں گزرا جو مدنی زندگی سے عبارت ہے۔ تیئس سال کے اس طویل عرصے میں جو مکے اور مدینے میں بسر ہوا، صحابہ کرامؓ نے آنحضرت ﷺ سے چند ہی مسائل پوچھے، جن کا ذکر قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے، حالانکہ آپ ﷺ کے عہدِ آخر میں صحابہ کی تعداد ایک لاکھ پچیس ہزار سے متجاوز ہو چکی تھی اور وہ عرب کے مختلف علاقوں میں پھیلے ہوئے تھے۔ لیکن وہ عمل کے عادی تھے، سوال کرنے اور بلا ضرورت مسائل پوچھنے سے گریز کرتے تھے۔ ان کے مطلب کی باتیں آنحضرت ﷺ خود ہی بیان فرما دیا کرتے تھے یا قرآن مجید کے ذریعے انہیں بتا دی جاتی تھیں۔

علم الفقہ: نبی ﷺ کے انتقال کے بعد جب خلفائے راشدین کا زمانہ آیا تو عرب کے باہر اسلامی فتوحات کا سلسلہ شروع ہوا اور اسکی حدود تیزی کے ساتھ پھیلنے لگیں۔ صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ کے دور میں اس نے اس درجہ وسعت اختیار کی کہ عراق، ایران، مصر اور شام وغیرہ کے متمدن اور زرخیز علاقے مسلمانوں کے زیر نگیں

آگئے۔ پھر جلد ہی اندلس، افریقہ، ترکستان، ہندوستان اور سندھ وغیرہ کے دور دراز مقامات پر ان کی فتح ونصرت کے علم لہرانے لگے، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسلام کو نئے مسائل، نئے تمدن، نئے معاشرے، نئی تہذیب، نئی ثقافت اور نئی معاشرتوں سے واسطہ پڑا۔ آمدنی وخرچ کے نئے ذرائع سامنے آئے۔ نیا سلسلہ زراعت دیکھنے میں آیا، نئی اقتصادیات سے متعارف ہونے کا موقع ملا اور مختلف معاملات کی نئی سے نئی شکلیں ظہور پذیر ہوئیں ان سے بہ طریق احسن عہدہ برآ ہونے کیلئے نظر وبصر میں ایک حرکت پیدا ہوئی اور فکر ووہم کے زاویوں میں شدت سے احساس تبدیلی رونما ہوا، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ تابعینؒ کے عہد آخر میں أئمہ عظام نے کتاب وسنت کو پیش نگاہ رکھ کر، اس کے مقرر کردہ حدود وقوانین کے مطابق ایک ایسا ضابطہ زندگی مرتب کرنے کی طرح ڈالی جو اس دور کے تقاضوں کو اچھی طرح پورا کر سکے۔ اس طرح وقت وضرورت کے مصالح ایک نئے علم کی تدوین کا باعث بنے، جسے بعد میں ''علم الفقہ'' کے نام سے موسوم کیا گیا۔

اس وقت روم، عراق اور مصر بے حد ترقی یافتہ ملک تھے۔ مصر کی حالت تو یہ تھی کہ آنحضرت ﷺ کی بعثت سے دو ہزار سال قبل وہاں کی عورتیں چھری کانٹے سے کھاتی تھیں، چنانچہ حضرت یوسفؑ کا واقعہ بیان کرتے ہوئے قرآن کہتا ہے کہ جب عزیز مصر کی بیوی نے حضرت یوسفؑ کو اپنے دام محبت میں پھنسانا چاہا اور وہاں کے اونچے گھرانوں کی خواتین کو اس کا پتہ چلا تو انہوں نے اس حرکت کو نہایت معیوب گردانا اور اسے مطعون کیا۔ اس پر اس نے ان خواتین کو اپنے گھر کھانے پر بلایا اور کھانے کیلئے اس دور کی تہذیب اور طریقے کے مطابق انہیں چھریاں پیش کیں۔ قرآن اس واقعے کا ذکر ان الفاظ میں کرتا ہے۔

﴿وقال نسوة فی المدینة امرأة العزیز تراود فتاها عن نفسه قد شغفها حباً انالنرا ها فی ضلال مبین فلما سمعت بمکرهن أرسلت الیهن وأعتدت لهن متکاً واتت کل واحدة منهن سکیناً وقالت اخرج علیهن فلما رأینه أکبرنه وقطعن أیدیهن وقلن حاش للّٰه ما هذا بشراً ان هذا الا ملک کریم﴾ (یوسف:۳۱،۳۲)

''اور پھر جب اس معاملے کا چرچا پھیلا تو شہر کی بعض عورتیں کہنے لگیں کہ دیکھو عزیز مصر کی بیوی اپنے غلام پر ڈورے ڈالنے لگی ہے کہ اسے رجھالے وہ اس کی چاہت میں دل ہار گئی۔ ہمارے خیال میں تو وہ صریح بدچلنی میں پڑ گئی ہے۔ جب عزیز کی بیوی نے ان کی مکاری کی یہ باتیں سنیں تو انہیں بلوا بھیجا اور ان کیلئے مسندیں آراستہ کیں اور (دستور کے مطابق) ہر ایک کو ایک ایک چھری پیش کر دی (کہ کھانے میں کام آئے) پھر جب یہ سب

کچھ ہو چکا تو) یوسفؑ سے کہا: ان سب کے سامنے نکل آؤ (جب یوسفؑ نکل آئے اور) ان عورتوں نے اسے دیکھا تو اس کی بڑائی کی قائل ہوگئیں۔ انہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے اور (بے اختیار) پکار اٹھیں، سبحان اللہ! یہ تو انسان نہیں ہے، ضرور ایک فرشتہ ہے۔ بڑے مرتبے والا فرشتہ''۔

قرآن مجید کی اس آیت سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ اس زمانے کی مصری معاشرت اس درجہ شائستہ تھی کہ ضیافت کی مجلسیں خاص طور پر آراستہ کی جاتی تھیں، نشست کیلئے مسندیں لگائی جاتی تھیں۔ کھانے کیلئے ہر شخص کے سامنے چھری رکھی جاتی تھی۔ مصر کے آثار قدیمہ اور یونانی مؤرخوں کے بیان کردہ واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ وہاں کا معاشرہ بڑا متمدن اور مہذب تھا آثار قدیمہ میں اُمراء کی مجلسوں کا جو مرقع دکھایا گیا ہے، اس سے قرآن کے ان الفاظ کی پوری تصدیق ہو جاتی ہے، بلکہ اس مرقعے کو ان الفاظ کی عملی تفسیر سے تعبیر کرنا چاہئے۔

فقہ اسلامی کے مأخذ: فقہ اسلامی کے استدلال واستنباط کی تین بنیادیں ہیں اور وہ حسب ذیل ہیں:

۱۔ کتاب اللہ ۲۔ سنت رسول اللہ ﷺ ۳۔ رائے وقیاس صحیح

فقہ اسلامی کے ان مآخذ ثلاثہ کی مختصر الفاظ میں وضاحت کی جائے تو یہ بات یوں بنتی ہے کہ نبی ﷺ کی بعثت سے لے کر آپ ﷺ کے انتقال تک قرآن مجید کی آیات وسور کا نزول بتدریج ہوتا رہا آغاز اسلام میں اولین ضرورت توحید کی تبلیغ اور تردید شرک کی تھی، اس کے ساتھ ہی مسلمانوں کے عقیدہ وفکر کی اصلاح، تزکیہ وموعظت اور ان کے اخلاق سے متعلق آیات نازل ہوئیں۔ پھر دوسرا مرحلہ احکام واوامر کا تھا، لہٰذا اس کے بعد آیات احکام کا نزول ہوا۔ آیات احکام مستقل طور پر بھی نازل ہوئیں اور ان واقعات کے جواب میں بھی اتاری گئیں جو وقتاً فوقتاً اس زمانے میں مسلمانوں کو پیش آتے رہے۔

قرآن کے احکام واوامر پر نبی ﷺ خود بھی عمل کرتے اور صحابہؓ کو بھی ان پر عمل پیرا ہونے کا حکم صادر فرماتے۔ پھر ضرورت کے مطابق ان کی وضاحت بھی فرماتے اور پیش آئند مسائل کے متعلق لوگوں کے سوالات کا جواب بھی دیتے۔ اللہ کی طرف سے جو احکام نازل کئے جاتے تھے، ان میں چونکہ قلت تکلیف اور عدم حرج خاص طور پر ملحوظ تھا، اس لئے آنحضرت ﷺ بھی ان کی تبیین وتوضیح میں اس کا خیال رکھتے۔

اقسام احکام: قرآن مجید اسلامی احکام کا اولین مأخذ ہے اور یہ وہ صحیفہ نور ہے جو بہت سے مضامین کا بہ درجہ غایت روح پرور مجموعہ ہے۔ اس میں امم سابقہ کا بھی ذکر ہے، واقعات وقصص بھی خاص اسلوب سے بیان کئے

گئے ہیں اور پند و موعظت کا بھی نہایت دل نشین سلسلہ موجود ہے۔ علاوہ ازیں آیات احکام ہیں، جن کی تعداد پانچ سو کے قریب ہے، اور یہ احکام دو اقسام میں منقسم ہیں۔

ا۔ وہ احکام جو حقوق اللہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ جیسے نماز، روزہ، حج اور دوسری عبادات اس کے علاوہ زکوٰۃ، عشر، صدقات، خیرات اور جہاد وغیرہ۔

۲۔ حقوق العباد کے بارے میں احکام تین اقسام پر محیط ہیں۔

اول: وہ جو استقلال خاندان اور روابط معاشرہ سے متعلق ہیں مثلاً نکاح، طلاق، وراثت وغیرہ۔

ثانی: وہ جو باہمی معاملات کی وضاحت کرتے ہیں، جیسے بیع وشراء، تجارت، اجارہ اور ہبہ وغیرہ۔

ثالث: وہ جو تعزیر اور انتظام مدن کے ضمن میں معرض وجود میں آئے ہیں، مثلاً قصاص، حدود، سیاسی معاہدات، جزیہ اور مفاد عامہ سے متعلق امور۔

احادیث رسول ﷺ: قرآن مجید کے بعد احکام اسلامی کا دوسرا ماٰخذ نبی ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے۔ آپ ﷺ کی اطاعت فرض اور آپ ﷺ کے طریقے اور عمل کی اتباع قرآن میں ضروری قرار دی گئی ہے۔ دین کے باب میں آنحضرت ﷺ کے تمام اعمال وارشادات کو ماننا ہر حال میں لازم ٹھہرایا گیا ہے اور اسے وحی کی حیثیت دی گئی ہے۔ صحابہؓ بلاحیل وحجت نبی ﷺ کے اعمال وفرامین پر عمل کرتے تھے۔ ادھر آنحضرت ﷺ نے حکم دیا، ادھر اس کی بجا آوری ہوئی۔ عہد نبوت میں احکام کے بارے میں فرض واجب، مستحب، مباح، حرام اور مکروہ وغیرہ اصلاحات مروج نہیں تھیں۔ صحابہؓ جو کچھ آنحضرت ﷺ کی زبان مبارک سے سنتے یا جس طرح آپ ﷺ کو عمل کرتے دیکھتے، اسی طرح خود بھی عمل کرتے۔ مثلاً آپ ﷺ کو وضو کرتے دیکھا تو اسی طرح وضو کرلیا۔ یہ دریافت کرنے کی ضرورت نہ تھی کہ افعال وضو میں کون سے افعال فرض ہیں، کون سے مسنون ہیں اور کون سے مستحب۔ صحابہ کرامؓ آنحضرت ﷺ سے مسائل بھی بہت کم پوچھتے تھے۔ وہی مسائل پوچھتے تھے جو ان کے نزدیک انتہائی ضروری ہوتے یا کسی سلسلے میں کسی بات کی وضاحت وصراحت کے بغیر چارہ نہ ہوتا۔ اس قسم کے مسائل مسئولہ کی تعداد بہت کم ہے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ ان باتوں کی خود ہی وضاحت فرمادیتے تھے، جن کی عام لوگوں کیلئے ضرورت محسوس فرماتے۔

صحابہؓ اور تابعینؒ کی اجتہادی آراء: امور اسلام کا تیسرا ماٰخذ کتاب وسنت کی روشنی میں رائے وقیاس صحیح

ہے۔اس کا ثبوت حضرت معاذ بن جبلؓ کے اس واقعے سے ملتا ہے، جب نبی ﷺ نے وفات سے کچھ عرصہ پیشتر 10 ہجری میں ان کو یمن کا قاضی مقرر کر کے بھیجا اس موقعہ پر آنحضرت ﷺ نے ان سے جو کچھ فرمایا اور انہوں نے آپ ﷺ سے جو کچھ عرض کیا، اس کے الفاظ یہ ہیں۔ترجمہ: ''رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ بن جبلؓ کو یمن بھیجنا چاہا تو فرمایا: کوئی فیصلہ طلب معاملہ تمہارے سامنے پیش آجائے تو کس طرح فیصلہ کرو گے؟ عرض کیا: کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کروں گا۔فرمایا: اگر کتاب میں نہ پاؤ؟ کہا رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق فیصلہ کروں گا۔فرمایا: اگر رسول اللہ ﷺ کی سنت اور کتاب اللہ دونوں میں نہ پاؤ تو کیا کروں گے؟ بولے: پھر اپنی رائے سے کام لوں گا اور صحیح رائے قائم کرنے میں کسی قسم کی کوتاہی کا ارتکاب نہیں کروں گا۔یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے (از راہ مسرت) ان کے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا سب تعریف اللہ کیلئے ہے جس نے اپنے رسول ﷺ کے پیغام بر کو اس بات کی توفیق عطا فرمائی کہ جس سے اللہ کے رسول ﷺ کی رضامندی وابستہ ہے''۔(سنن ابوداؤد کتاب الاقضیۃ۔باب اجتہاد الرائے فی القضاء۔نیز ملاحظہ ہو جامع ترمذی، کتاب الاحکام، باب ماجاء فی القاضی کیف تقضی)

اسی طرح امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے عامل حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کو ایک مکتوب تحریر فرمایا: الفھم الفھم، فیما یختلج فی صدرك مالم یبلغك فی الکتاب والسنة۔ اعرف الأمثال والاشباه ثم قس الامور عند ذلك، فاعمد الی احبها عند الله واشبهها بالحق فیما تریٰ (سنن دارقطنی مع التعلیق المغنی (مولانا شمس الحق عظیم آباد) مطبع فاروق دہلی ۲/۶۱۲ ۵۔نیز الفاظ کے کچھ تغیر کے ساتھ ملاحظہ ہو اعلام الموقعین ۱/۲۷ طبع مصر)

''فہم وادراک سے کام لو، ان مسائل کے متعلق جو کتاب وسنت میں نہ ہونے کی وجہ سے تیرے دل میں خلجان پیدا کریں۔مسائل میں امثال واشباہ کو پہچانو اور پھر ان پر قیاس کرو اور ان کی روشنی میں ان کے بارے میں ایسی رائے قائم کرو جو تمہیں اللہ کے نزدیک پسندیدہ اور حق سے قریب تر نظر آئے''۔

مولانا حافظ محمد یحییٰ عزیز میر محمدی کی اہلیہ محترمہ کی رحلت

مرکزی جمعیت اہل حدیث کے ممتاز رہنما حضرت مولانا حافظ محمد یحییٰ عزیز میر محمدی کی اہلیہ محترمہ اور حافظ محمد اسماعیل کی والدہ محترمہ 20 جنوری کو طویل علالت کے بعد رحلت فرما گئیں۔انا للہ وانا الیہ راجعون مرحومہ بہت صالحہ، صوم وصلوٰۃ کی پابند اور صابرہ وشاکرہ خاتون تھیں۔میر محمد میں مرحومہ کی نماز جنازہ حضرت مولانا معین الدین لکھوی سرپرست مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان نے پڑھائی۔